اولاد کے جسمانی حقوق (شہید آیت اللہ خامنہ ای کی یادوں کے ساتھ)

سیّد شعیب حیدر عابدی[1]

خلاصہ

اولاد ہمارے ہاتھ میں اللہ تعالی کی نعمت اور امانت ہے۔ اس کے کچھ حقوق ہیں ہمارے ذمّہ۔ ایک بڑی ذمہ داری ہے ہمارے کاندھوں پر۔ اگر والدین نے اپنی اولاد کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کی۔ دنیا میں پر سکون رہیں گے کہ اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے۔ قیامت میں بھی اللہ تعالی کی جانب سے اجر عظیم کے مستحق ٹھہریں گے۔ اگر نہیں تو، دنیا میں بھی پریشان رہیں گے۔ آخرت میں بھی گناہ گار ہوں گے۔ اولاد کے مختلف زاویوں سے حقوق ہیں۔ جیسے روحانی، جسمانی، نفسیاتی، معاشرتی، تعلیمی و معرفتی وغیرہ۔ اس مختصر تحریر میں، فقط اولاد کے جسمانی حقوق کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔ جسمانی حقوق میں اولاد کی جان کی حفاظت، صفائی ستھرائی، حلال و متوازن غذا کی فراہمی اور کھیل کود شامل ہے۔ اس تحریر میں قرآن مجید، روایات، علم نفسیات اور تفکرات و مشاہدات کو لکھا گیا ہے۔ امت اسلامی کے عظیم الشان قائد فقیہ اور مجاہد و متفکر شہید آیت اللہ خامنہ ایؒ کے بیانات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے موضوعات کی مناسبت سے۔

کلیدی کلمات: اولاد، جسمانی، حقوق، خامنہ ای، تعلیم

---

[1] ڈاکٹریٹ، قرآن اور تربیتی علوم، ہائر سکول آف قرآن اینڈ سائنسز، ایمیل: shoaibheydarabedi@gmail.com

مقدمہ

والدین کے اوپر اولاد کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ہے۔ اس کی ادائیگی واجب ہے۔ روز قیامت اولاد کے حقوق کے بارے میں بھی والدین سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔ اگر ان کے حقوق کی ادائیگی اچھی کی ہوگی؛ تو انہیں اچھا ثواب ملے گے۔ اگر اس میں کوتاہی کی ہوگی؛ تو والدین کو اس کا عذاب ملے گا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: " و اما حق ولدک فان تعلم ---انک مسئول عمّا ولّیتہ من حسن الادب(علی بن حسین (امام سجادؑ) ، رسالۃ الحقوق، ص ۱۴۰) ؛ تمہاری اولاد کا حق۔۔۔۔؛ یہ جان لو کہ اس کی اچھی تربیت کے سلسلے میں تم ذمہ دار اور جواب دہ ہو۔"

ایک دعا میں امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: "---- و استعملنی بما تسئلنی غداً عنہ(ایضا، صحیفہ سجادیہ علیہ السلام، دعا نمبر ۲۰، ص ۱۱۳) ؛

اے خدا! اس کام میں مجھے مصروف رہنے کی توفیق عطا کر؛ جس کے بارے میں تو روز قیامت، مجھ سے سوال کرے گا۔"

اور:" و امّا حق ولدک----- فاعمل فی امرہ عمل من یعلم انہ مثاب علی الاحسان الیہ----(ایضا :رسالۃ الحقوق، ص ۱۴۰، حق فرزند) ؛

اولاد کا حق : اس یقین کے ساتھ اچھی تربیت دینے میں اپنی کارکردگی دکھاو کہ عہدہ برآ ہو گئے، حق ادا کر دیا تو پروردگار کی بارگاہ سے تمہیں اس کا اجر ضرور حاصل ہوگا۔"

اگر انسان اپنی اولاد کے حقوق ٹھیک طور پر ادا نہ کرے؛ اس سے ان کے بیمار، کمزور اور ناکام ہو جانے کا خدشہ ہے۔ عام طور سے انسان یہ چاہتا ہے اپنے بعد، صحیح، سالم، تندرست اور ہر لحاظ سے قدرت مند اور کامیاب اولاد چھوڑ کر جائے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: "وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُواْ مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُواْ عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّهَ وَلْيَقُولُواْ قَوْلاً سَدِيدًا (سورۃ النساء (۴) : آیت ۹) ؛ اور ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے بعد ضعیف اور ناتوان اولاد چھوڑ جاتے؛ تو کس قدر پریشان ہوتے؛ لہٰذا خدا سے ڈریں اور سیدھی سیدھی گفتگو کریں۔"

اولاد کے حقوق ادا کریں۔ اس سے وہ ذہنی اور جسمانی لحاظ سے صحیح اور سالم ہوں گے۔ معتدل شخصیت کے حامل بنیں گے۔ معاشرے کیلئے مفید ثابت ہوں گے۔ آج ہم ان کے حقوق ادا کریں؛ کل وہ بھی دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ دنیا میں محبت اور امن کا پیکر بنیں گے۔ خوشیاں تقسیم کریں گے۔ خوشبوئیں بکھیریں گے۔

نتیجتہً ، روز قیامت اللہ تعالی نعمتوں کا سوال کرے گا۔ ان نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد ہے۔ جس طرح سے والدین کے حقوق اولاد پر فرض ہیں؛ اسی طرح سے اولاد کے حقوق بھی والدین کے اوپر فرض ہیں۔ اولاد کے حقوق میں سے ایک بنیادی حق " ان کی تعلیم و تربیت " ہے۔ اس کا سوال روز قیامت ہو گا۔

رہبر شہید آیت اللہ خامنہ ایؒ نے فرمایا: " بعض خاندانوں میں خاص طور پر بچوں کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا ہے، انہیں اس بات کی یاد دہانی کرائی جائے اور اس سے پوچھا جائے، بچوں کے حقوق کو نظر انداز کرنا صرف ان سے محبت نہ کرنے کا نام نہیں ہے؛ نہیں، غلط فہمی، بے حسی، نالائقی، جذبات کی کمی اور ایسی چیزیں بھی ان پر ظلم ہیں۔" (https://khl.ink/f/۳۷۳۹۱)

حقوق اولاد کی اقسام:

قرآن وحدیث کی روشنی میں **حقوق اولاد کی** درج ذیل اقسام ہیں :

۱) اولاد کے معنوی حقوق ؛ ۲) اولاد کے اخلاقی و نفسیاتی حقوق؛ ۳) اولاد کے معاشرتی حقوق؛ ۴) اولاد کے جسمانی حقوق؛ ۵۔ اولاد کے فکری و علمی حقوق۔ اس مختصر سے مضمون میں فقط اولاد کے جسمانی حقوق پر روشنی ڈالی جائے گی۔

اولاد کے جسمانی حقوق

اولاد کے جسمانی حقوق سے مراد بچہ کی وہ تمام جسمانی ضروریات ہیں جو اس کی نشو نما کیلئے ضروری ہیں اور وہ چھوٹا اور کمزور ہونے کے باعث خود سے ان کو پورا نہیں کر سکتا یا کم توجہ و غفلت کا شکار ہے۔ والدین کا فریضہ ہے کہ وہ ان ضروریات کا خیال کریں اور حتیٰ المقدور ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں تاکہ جسمانی لحاظ سے بچہ صحیح سالم اور صحت مند بنے۔ صحت مند جسم کا حامل بچہ تعلیم و تربیت کیلئے اچھے طور پر تیار ہو گا۔ روز قیامت ہم اولاد کے حقوق ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں گے۔

صحیح سالم صحت مند جسم میں ہی اچھی تربیت ہو سکتی ہے۔ جسم صحیح اور سالم ہو گا ہو؛ تربیت کا مرحلہ اس کے بعد کا ہے۔ اچھی، تیز اور گہری عقل قوی دماغ میں ہوتی ہے۔ جسم اللہ تعالی کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ مومن کیلئے ضروری ہے کہ اپنے جسم کا خیال کرے اور اس کے حقوق ادا کرے۔ والدین بننے کے بعد، اولاد کے جسم کی حفاظت اور اس کی نشو نما کی ذمہ داری بھی ان کے کاندھوں پر آجاتی ہے۔ جسم وہ وسیلہ ہے ٹول ہے جس کے ذریعہ سے، روح اپنے کام کرتی ہے؛ جتنا یہ وسیلہ صحیح، سالم، شاداب، صحت مند اور طاقت ور ہو گا؛ روح اور عقل کا کام اتنے ہی اچھے اور آسان طریقے سے انجام پائے گا۔
معاشرے میں ان لوگوں کی زیادہ قدر کی جاتی ہے۔ ان لوگوں کو کام دینے کے سلسلے میں ترجیح دی جاتی ہے، جو امانت دار اور امین ہونے کے ساتھ، جسمانی لحاظ سے بھی مضبوط ہوں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے بارے میں یہ دو صفات بیان ہوئی ہیں جب ان کو کام کے سلسلے میں پیشکش کی گئی تو قوی ہونا اور امین ہونا ان کی نمایاں صفات کے طور پر بیان کی گئیں۔

قرآن کریم میں ہے: "قالَتْ إِحْداهُما يا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُ الْأَمينُ (سورہ القصص: آیت ۲۶)؛
ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا کہ بابا آپ انہیں نوکر رکھ لیجئے کہ آپ جسے بھی نوکر رکھنا چاہیں ان میں سب سے بہتر وہ ہوگا جو صاحبِ قوت بھی ہو اور امانتدار بھی ہو"

اولاد کے جسمانی حق چھ ہیں:

۱۔ اولاد کی جان کی حفاظت

۲۔ صفائی ستھرائی کا خیال کرنا

۳۔حلال و متوازن غذا کی فراہمی

۴۔ورزش اور کھیل کود کیلئے مناسب اقدامات

۵۔اولاد کی تعداد بڑھانا

۶۔ شیطان سے اولاد کی حفاظت کرنا

پہلا حق: اولاد کی جان کی حفاظت

کہتے ہیں جان ہے تو جہان ہے۔ سب سے پہلے کسی شی کا وجود اہم ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کی تعلیم و تربیت کی بات ہوتی ہے۔ چنانچہ اولاد کے سلسلے میں بھی ہمیں پہلے، اس کے وجود، اس کے زندگی اور اور اس کے ذات کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اس کے بعد دوسرے مراحل ہیں اس کے تکامل اور رشد کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ اولاد اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جو بعض لوگوں کو بڑی منتوں، مرادوں اور صبر کے بعد ملتی ہے۔ ان کی زندگی کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ ہمیں اس سے واقف ہونا چاہیے۔ شکر گزار رہنا چاہیے۔ ان کی صحت و سلامتی کا خیال رکھنا والدین کے فرائض میں سے ہے۔

حضرت امام زین العابدینؑ اپنی اولاد کے سلامتی کیلئے یوں دعا گو ہیں: " اللَّهُمَّ وَ مُنَّ عَلَيَّ بِبَقَاءِ وُلْدِي وَ بِإِصْلَاحِهِمْ لِي وَ بِإِمْتَاعِي بِهِم (امام سجادؑ، صحیفہ سجادیہؑ، اولاد کے لئے دعا (دعا نمبر ۲۵)

اے میرے معبود! میری اولاد کی بقا اور ان کی اصلاح اور ان سے بہرہ مندی کے سامان مہیا کرکے مجھے ممنون احسان فرما۔"

اسی طرح سے آپ آگے ان کی قوت کیلئے یوں دعا کرتے ہیں:

" إِلَهِي امْدُدْ لِي فِي أَعْمَارِهِمْ ، وَ زِدْ لِي فِي آجَالِهِمْ ، وَ رَبِّ لِي صَغِيرَهُمْ ، وَ قَوِّ لِي ضَعِيفَهُمْ ، وَ أَصِحَّ لِي أَبْدَانَهُمْ وَ أَدْيَانَهُمْ وَ أَخْلَاقَهُمْ ، وَ عَافِهِمْ فِي أَنْفُسِهِمْ وَ فِي جَوَارِحِهِمْ وَ فِي كُلِّ مَا عُنِيتُ بِهِ مِنْ أَمْرِهِمْ ، وَ أَدْرِرْ لِي وَ عَلَى يَدِي أَرْزَاقَهُمْ (ایضاً)؛

اور میرے سہارے کے لیے ان کی عمروں میں برکت اور زندگیوں میں طول دے اور ان میں سے چھوٹوں کی پرورش فرما اور کمزوروں کو توانائی دے اور ان کی جسمانی، ایمانی اور اخلاقی حالت کو درست فرما اور ان کے جسم و جان اور ان کے دوسرے معاملات میں جن ہیں مجھے اہتمام کرنا پڑے، انہیں عافیت سے ہمکنار رکھ اور میرے لیے اور میرے ذریعہ ان کے لیے رزق فراواں جاری کر "۔

اللہ رزّاق ہے۔ والدین کو رزق دیتا ہے۔ اولاد کو بھی وہی پالتا ہے۔اولاد کی سلامتی کے لئے دعائیں، صدقہ خیرات کرتے رہنا مفید ہوتا ہے۔اور عقیقہ اس کی سلامتی کیلئے صدقہ ہے۔

رہبر معظم شہید آیت اللہ خامنہ ایؒ کا بچپن کا واقعہ :

جب میں نے عینک لی: " مجھے یہ کہنا ضروری ہے کہ میں جس پہلے تعلیمی مرکز میں گیا تھا وہ اسکول نہیں تھا، یہ ایک اسکول تھا-پری اسکول کی عمر میں -شاید چار یا پانچ سال کا تھا-جب میرا بڑا بھائی-جو مجھ سے ساڑھے تین سال بڑا تھا-اور مجھے لڑکیوں کے اسکول میں اکٹھا کیا گیا تھا۔ یعنی وہ اسکول جہاں ٹیچر ایک عورت تھی اور چند لڑکوں کے علاوہ باقی طالب علم لڑکیاں تھیں۔ یقیناً میں بہت چھوٹا تھا۔اس وقت سے جو تجربہ مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ کسی بچے کو چار یا پانچ سال کی عمر میں اسکول یا کسی دوسرے ادارے میں نہیں بھیجا جانا چاہیے کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اسکول سے پہلے اسکول کے اس دور سے کسی بھی تعلیمی یا تعلیمی لحاظ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ فطری طور پر ہمیں قرآن سیکھنے کے لیے اسکول بھیجا گیا تھا کیونکہ عموماً اسکولوں میں قرآن پڑھایا جاتا تھا۔ اس وقت اسکولوں میں قرآن عام نہیں تھا اور وہ اسے نہیں پڑھاتے تھے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ میں ۱۹۳۹ میں پیدا ہوا تھا۔ میں جس دور کی بات کر رہا ہوں وہ ۱۹۴۵ سے ۱۹۴۷ تک ہے-ہماری اسکولنگ کا آغاز-لہٰذا یہ وقت کا دور ہے۔ مجھے پہلے سکول کا پہلا دن یاد نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد-ایک یا دو مہینے-کہ ہم اس اسکول میں تھے، انہوں نے ہمیں اس اسکول سے نکالا اور ایک ایسے اسکول میں ڈال دیا جو مردوں کے لیے تھا۔ یعنی استاد ایک بزرگ تھے۔ شاید آپ نے پرانی کہانیوں میں "ملا مکتبی" کے بارے میں پڑھا ہوگا۔ وہ وہی ملا مکتبی تھے جو کہانیوں اور پرانی کہانیوں میں دکھائے جاتے ہیں، جو ہمیں سکھاتے تھے۔ میں اس اسکول میں سب سے چھوٹا طالب علم تھا-شاید میری عمر اس وقت تقریباً پانچ سال تھی-اور چونکہ میں بہت چھوٹا تھا، اور میں ایک استاد تھا اور ایک عالم کا بیٹا تھا، اس لیے جناب ملا کتبی صبح کو مجھے اپنے پاس بٹھاتے تھے اور مجھے تھوڑی سی رقم دیتے تھے، مثال کے طور پر پانچ ریال کا نوٹ-اس وقت پانچ ریال کے نوٹ تھے، ایک تومان اور دو تومان کے نوٹ۔آپ نے اسے نہیں دیکھا -یا اس کی جیب سے دو تومان کے نوٹ، مجھے دے دو اور کہو: " تم ان کو قرآن پر رگڑو تاکہ اس میں برکت ہو! " غریب آدمی خوش

تھا کہ اس طرح - مثال کے طور پر - اس کے پیسے میں برکت ہو گی؛ کیونکہ اس کی اور اس کی پسند کی کوئی آمدنی نہیں تھی۔ پہلا دن جس دن ہمیں اس اسکول میں لے جایا گیا، مجھے یاد ہے، میرے لیے ایک بہت ہی تاریک، اداس، برا اور ناخوشگوار دن تھا! میرے والد مجھے اور میرے بڑے بھائی کو ایک کمرے میں لے گئے جو مجھے بہت کشادہ لگتا تھا۔ یقیناً، یہ اس وقت اس کمرے کے سائز کا شاید آدھا تھا، یا اس کمرے کے آدھے سے کچھ زیادہ تھا۔ لیکن اس وقت میری بچکانہ نظروں کو یہ بہت کشادہ جگہ لگ رہی تھی اور کھڑکیوں میں شیشہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ مومی کاغذ سے بنی ہوئی تھیں، اس لیے یہ اندھیرا اور خراب تھا۔ ہم کچھ دیر وہاں رہے۔ لیکن پہلا دن جب وہ ہمیں ایلیمنٹری اسکول لے گئے تو اچھا دن تھا۔ یہ ایک مصروف دن تھا. بچے کھیل رہے تھے، ہم بھی کھیل رہے تھے۔ ہمارا کمرہ ایک بہت بڑا کلاس روم تھا - ایک بار پھر، اس وقت میرے بچپن کی نظروں میں - اور وہاں بہت سے پہلے جماعت کے طالب علم تھے۔ اب جب میں اس کے بارے میں سوچتا ہوں تو ہم میں سے شاید تیس، چالیس پہلے گریڈر تھے۔ ویسے بھی، یہ ایک جاندار اور پرجوش دن تھا اور میرے پاس اس دن کی کوئی بری یاد نہیں ہے۔

بے شک، میری نظر کمزور تھی، کوئی نہیں جانتا تھا، یہاں تک کہ مجھے بھی نہیں۔ مجھے ابھی احساس ہوا کہ میں چیزوں کو صحیح طریقے سے نہیں دیکھ رہا تھا۔ کئی سال بعد، میں نے محسوس کیا کہ میری نظر کمزور ہے۔ میرے والدین کو بھی احساس ہوا اور انہوں نے مجھے عینک لگوائی۔ اس وقت - جب میں نے چشمہ پہننا شروع کیا - مجھے لگتا ہے کہ میں تقریباً تیرہ سال کا تھا؛ لیکن اسکول کے پہلے سال میں، یہ میری کمزوری تھی۔ میں دور سے استاد کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا، میں وہ بلیک بورڈ نہیں دیکھ سکتا تھا جس پر وہ لکھ رہے تھے، اور اس سے میری پڑھائی میں بہت سے مسائل پیدا ہو گئے۔

اب خوش قسمتی سے بچپن میں ہی بچوں کی شناخت ہو جاتی ہے اور اگر ان کی بینائی کمزور ہو تو انہیں عینک لگا کر ان کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس زمانے میں سکولوں میں یہ چیزیں عام نہیں تھیں۔ یقیناً ہمارا اسکول ایک نام نہاد غیر سرکاری سکول تھا۔ اس کے علاوہ، یہ ایک دینی درسگاہ تھا جس کے اساتذہ اور منتظمین کو بہت ہی مذہبی لوگوں میں سے منتخب کیا گیا تھا اور اسے اس دن کے معمول کے اسکولوں سے قدرے زیادہ مذہبی پروگرام کے ساتھ چلایا گیا تھا۔ کیونکہ ان سکولوں میں کوئی مناسب مذہبی پروگرام نہیں تھا اور کسی نے اس پر توجہ نہیں دی۔" (https://khl.ink/f/٣٦٠٩)

دوسرا حق: مناسب غذا[2] کی فراہمی

انسان کے سن و سال کے مطابق، جسمانی توانائی کو دیکھتے ہوئے، ہر دور کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص طرح کی مناسب غذا رکھی ہے۔ اس کیلئے ہمیں حکمت اور علم سے مشاورت کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے تاکہ بچے کیلئے ایک جامع غذائی چارٹ بنایا جاسکے اور اس کے مطابق اسے کھانا پینا دیا جائے۔

---

[2] Balanced Nutrition

اولاد کیلئے متعادل غذا(BalancedNutrition) کی فراہمی ان کے بنیادی حقوق میں سے ہے۔ مخصوصاً چھوٹے بچوں کیلئے ماں کا ضروری ہے۔

قرآن مجید نے اس کی بہت تاکید کی ہے:

"والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین... (سورہ البقرہ: آیت ۲۳۳)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں.."

امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے فرمایا:

"ما من لبن یرضع به الصبی أعظم برکة علیه من لبن أُمّه.(الکلینی؛ فروع الکافی، ج٦، ص٤٣، ح١؛ (کتاب العقیقه، ٢٨- باب الرّضاع) و الصدوق؛ من لایحضره الفقیه، ح٣، ص٣٤٩ (ابواب القضایا والاحکام، ١٤٦- باب الرّضاع).)؛

بچے کیلئے کوئی بھی دودھ اس کی ماں کے دودھ سے زیادہ بابرکت اور فائدہ والا نہیں ہے۔"

تیسرا حق: صفائی ستھرائی:

خداوند متعال صفائی ستھرائی اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ صفائی بچوں کو مختلف بیماریوں سے بچاتی ہے۔ صفائی سے مراد بچے کے جسم اور کپڑوں پر سے ہر طرح کی گندگی، میل کچیل، بدبو، چکنائی والی چیز کو صاف کرنا اس کے سر اور جسم کو دھونا۔ ہاتھ دھونا وغیرہ شامل ہے اس طرح سے کہ بچے کو گود میں لینے والے یا اس کے نزدیک بیٹھنے والے افراد بچے کی بدبو سے اذیت میں نہ ہوں۔ سب سے پہلے، خود بچہ بھی، صفائی ستھرائی سے پر سکون محسوس کرتا ہے۔ اس کے رونے کی ایک وجہ، جسم سر وغیرہ پر موجود گندگی ہوتی ہے۔ چھوٹے بچوں کو پیشاب پائخانے وغیرہ سے بروقت ان کا ڈائپر بدلنا ضروری ہے ورنہ یہ بھی ان کیلئے، اذیت اور جلدی بیماری کا باعث بن سکتا ہے۔" مستحب ہے ساتویں دن بچہ کے بال کاٹنا اور بالوں کے وزن کے برابر، سونا یا چاندی صدقہ دینا۔ اس میں بیٹے اور بیٹی میں کوئی فرق نہیں ہے (الری شہری، تربیت الطفل فی الاسلام، ص۵۵) "۔ اس کو رحم کے بالوں سے پاک کرنے کا باعث ہوتا ہے (ایضاً، ص٦٧) اور اسی طرح سے ختنہ ہے جو اس کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«حق الولد علی والده... ویطهّره... (الکلینی؛ فروع الکافی، ج٦، ص٥١، ح٦؛ (کتاب العقیقة، باب حق الاولاد)).؛

''بچے کے بنیادی حقوق میں سے ایک اس کو صاف ستھرا رکھنا ہے۔''

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" الاسلام نظیف فتنظفوا؛ فانه لایدخل الجنة الانظیف (هیثمی؛ مجمع الزوائد، ج۵، ص ۲۳۱، ۲۲- کتاب اللباس، باب النظافه.)؛

اسلام صفائی ستھرائی اور پاکیزگی والا دین ہے؛ لہٰذا تم لوگ بھی صاف ستھرے اور پاکیزہ رہو؛ کیونکہ جنت میں سوائے پاکیزہ لوگوں کے اور کوئی نہیں جائے گا۔"

حضرت امام علیؑ نے فرمایا:

"..اغسلوا صبیانکم من الغمر فإنَّ الشیطان یشمُّ الغمر فیفزع الصبیّ فی رقاده و یتأذّی به الکاتبان..(الحرّانی؛ تحف العقول، ص۱۱۷ و؛ المجلسی؛ بحارالانوار، ج۱۰۴، ص۹۵، ح۳۵؛ (کتاب العقود و الایقاعات، ۱۰۵۔ باب فضل الاولاد).؛

اپنے بچوں کو گندگی اور چربی سے دھو؛ کیونکہ شیطان گندگی اور چربی کی بو سونگھتا ہے اور بچہ کو اس کے بستر پر ڈراتا ہے۔ دو لکھنے والے فرشتے بھی تنگ ہوتے ہیں۔"

حضرت امام علیؑ نے فرمایا:

" أختنوا اولادکم یوم السابع ولایمنعکم حرّ ولابرد؛ فانه طهر للجسد...(الحرانی؛ تحف العقول، ص ۱۱۹.)

پیدائش کے ساتویں دن اولاد کا ختنہ کرو۔ سردی اور گرمی اس میں رکاوٹ نہ بنے؛ کیونکہ یہ ان کو پاکیزہ کرتا ہے۔"

چوتھا حق۔ کھیل کود:

کھیل کود بچے کے ضروری ترین حقوق میں سے ہے۔ بچہ کھانے پینے سے زیادہ کھیل میں دلچسپی رکھتا ہے۔ کھیل اس کی طبعی ضرورت ہے۔ اس سے بچے کے حواس (Senses) کی بھی پرورش ہوتی ہے۔ جسم مضبوط اور پھرتیلا ہوتا ہے۔ ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے۔ بچے میں شادابی اور نشاط پیدا ہوتا ہے۔ بچے کو جذبات اور احساسات کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ وہ مل بانٹ کر رہنا، مدد، تعاون اور ٹیم ورک کرنا سیکھتا ہے۔ اچھے، مہذب اور پڑھے لکھے گھرانوں کے ہمسن وسال بچوں میں بچے کو لے جانا چاہیے۔ اس سے وہ اچھے الفاظ سیکھتا ہے۔ زبان پر عبور حاصل کرتا ہے۔ ٹیم میں رہ کر قوانین کی پابندی کرنا سیکھتا ہے۔

تنقید سننے اور برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے اس میں۔ مخصوصاً عمر کے ابتدائی سال سال، بچے کی آزادی، کھیل کود اور بادشاہت کے دن ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"دع ابنک یلعب سبع سنین..(الکلینی؛ فروع الکافی، کتاب العقیقه، ج۶، ص۴۹، ح۱ و ۲ و ۳، ۳۳- باب تأدیب الولد.)

اپنے بچہ (مخصوصاً لڑکے) کو سات سال تک کھیلنے دو۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"عرامة الصبی فی صغره زیادة فی عقله فی کبره.(المتقی الهندی، کنزالعمّال، ج۱۱، ص۹۱، ح۳۰۷۴۷؛ کناب الفراسهٔ.)

بچپن میں کھیل کود اور شرارتیں بڑے ہونے کے بعد، اس کی عقل میں نشو نما اور پختگی کا باعث بنتی ہیں۔"

ماں باپ کو بچوں کے ساتھ خود بھی ان کے کھیل میں شریک ہونا چاہیے۔اس سے ان میں احترام اور اعتماد کا احساس پیدا ہوتا ہے کھیلنے کے لئے کھلی فضا، پارک وغیرہ میں لے جانا۔ عمر کے لحاظ سے کھلونے فراہم کرنا ان کی صحت مند تربیت کے لئے ضروری ہے۔

رسول اکرم ﷺ خود بنفس نفیس بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے۔ان کے لئے گھوڑا بن جاتے۔ان کے ساتھ بھاگتے دوڑتے۔انہیں خوش رکھتے (ایضاً، ص۲۸۵، ح۵۰.)

زیادہ تر بچوں کو پانی، مٹی اور زمین میں کھیلنے کا بڑا شوق ہوتا ہے. حضور ﷺ کے بقول: مٹی بچوں کی بہار ہے-(الهیثمی؛ الحافظ، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج۸، ص۲۹۰، (کتاب البر والصله، باب لعب الاولاد.))

اس سے روکنے کے بجائے اپنی نگرانی میں کھیلنے دیا جاسکتا ہے۔ یہ ان کی بہت زیادہ تجسّس (Curiosity) اور تجربات کی عمر ہے۔ اس میں ان کی حوصلہ افزائی اور مدد ضروری ہے۔ وہ ہر چیز ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔اپنے ارد گرد کی چیزوں سے خود ہی کھیلنے کا سامان ڈھونڈ لیتے ہیں۔اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ بچوں کو ان کے اپنے طریقے سے کھیلنے دینا چاہیے۔ انکے کام میں زیادہ مداخلت درست نہیں ہوتی۔ خطرناک اور نقصان دہ اشیاء پہلے ہی بچے کی پہنچ سے دور کر دینی چاہیے؛تاکہ بعد میں سختی اور ڈانٹ ڈپٹ وغیرہ کی نوبت نہ آئے۔ بچے کسی چیز کو اٹھانے لگیں، بار بار انہیں '' نہیں '' کہنا صحیح نہیں۔اس سے ان کی خوداعتمادی متاثر ہو گی۔

اولاد کا پانچواں حق: ان کی تعداد بڑھانا:

ہر انسان جس حد تک اس کی توانائی ہے، اس کے بارے میں روز قیامت مورد سوال ہوگا۔ اگر انسان مالی، علمی، جسمانی توانائی ہے کہ وہ کثرت اولاد رکھ سکتا ہے اور ان کی ذمہ داری اٹھا سکتا ہے۔ ان کی تربیت کی ذمہ داری لے سکتا ہے تو بے شک کثرت اولاد ایک بہت بڑی فضیلت ہے انسان کیلئے۔

اس سے خود انسان کو تقویت ملتی ہے۔ اسلام کو مومنین کو استحکام ملتا ہے۔، زیادہ بچے زحمت نہیں بلکہ رحمت ہیں۔ والدین کے کاندھوں سے بوجھ کم کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ ان کے مددگار ہوتے ہیں۔ والدین اللہ تعالی پر توکل کریں اور اپنے حصے کا کام انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اولاد کا اصل مربی اور پالنے والا، رازق ومالک ہے۔

بچے اگر زیادہ ہوں تو ایک دوسرے کا خیال کرتے ہیں۔۔ کھانے پینے کے معاملے میں بھی بہن بھائی ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی کھانا کھالیتے ہیں۔ ورنہ بچوں کو کھانا کھلانا بھی والدین کیلئے ایک چیلنج بن سکتا ہے۔ ایک دوسرے کا لباس، کتابیں اور دیگر اشیا چھوٹے بہن بھائیوں کے کام آجاتی ہیں، جو اقتصادی لحاظ سے بھی بچت کا باعث ہے۔ ان کی جان کی حفاظت، شیاطین سے بچاو، ان کی تعلیم وتربیت میں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔ تنہا بچہ ممکن ہے کہ غرور اور خود پسندی کا شکار ہو جائے۔ ضدی بن جائے، والدین کے لاڈ پیار کی وجہ سے

حضرت امام زین العابدینؑ زیادہ بچوں کے طلب گار ہیں اللہ تعالی سے:

"وکَثِّر بهم عددی؛

اے خدا! اولاد کی تعداد میرے لئے بڑھادے"

شہید آیت اللہ خامنہ ایؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ چاہا ہے کہ وہ زیادہ ہوں۔ اپنی تعداد بڑھائیں۔۔ جب تعداد زیاد ہوگی؛ تو نیک اور صالح انسان اس میں، حتماً زیادہ ہوں گے۔ قوت اور استعدادیں ان میں زیادہ ہوں گی۔ انسانی سرمایہ ان میں، بہتر اور موزوں تر ہوگا۔ کم جمعیت قومیں مظلوم واقع ہوتی ہیں۔ آج دنیا میں جن ممالک کی جمعیت زیادہ ہے، وہ زیادہ جمعیت کی برکت سے بہت سے امکانات اور مواقع سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ چین ان ممالک میں سے ایک نمونہ ہے۔ جب کہ مشکلات بھی ہیں ان کی؛ لیکن ان مشکلات کے باوجود، زیادہ جمعیت ان کیلئے ایک قابل قدر چیز ہے۔ اور ان کیلئے بین الاقوامی، سیاسی، معاشرتی کامیابیوں کا باعث بنی ہے۔"

اولاد کا چھٹا حق: شیطان سے اس کو بچانا

شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے، مخصوصاً مومنین کی اولاد زیادہ خطرے میں ہے۔ کھیل کود اور تفریح کے بہانے بچوں کو ان کے والدین سے جدا کرکے، انہوں اغوا کرلینے والدین کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ قرآن مجید کی نصیحت ہے مخصوصاً

حضرت یوسفؑ کو جس طرح سے کھیل کود کے بہانے ان کو والد کو مجبور کرکے، حضرت یوسفؑ کو لے گئے اور پھر ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ پھر قتل کے بجائے، انہیں غلام بنا کر بیچ دیا (سورہ یوسف: آیت ۱۲۔)

امام سجادؑ شیطان سے اپنی اولاد کو بچانے کیلئے اللہ تعالی سے پناہ مانگتے ہیں:

واَعِذنی وذریتی من الشیطان الرجیم؛

خدایا! مجھے اور میری اولاد کو شیطان رجیم سے بچالے۔

ہمارے دور میں، شیطان کے آلہ کار وہ طاغوتی طاقتیں بھی ہیں جن سے انسانی نسل کو خطرہ ہے۔ ان میں امریکا کی مثال سب سے پہلے ہے۔ بچوں کی صحت پر شہید آیت اللہ خامنہ ایؒ کی توجہ کے بارے میں ایک کہانی ہے۔ ۲۴ جولائی ۱۹۸۸ کو جب وہ ایران کے صدر تھے تو رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ایؒ نے سابق وزیر صحت ڈاکٹر سید علی رضا مراندی کی درخواست پر "چلڈرن ہیلتھ موبلائزیشن" منصوبے کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی اور اس تقریب میں تقریر کرنے کے بعد کئی بچوں کو پولیو کے قطرے پلا کر اس منصوبے کے آپریشنل مرحلے کا افتتاح کیا۔ اس تقریر میں انہوں نے بچوں کا تذکرہ معاشرے کے مستقبل کے لیے ایک قیمتی اور ناقابل تلافی ذخیرہ کے طور پر کیا اور خاندانوں، حکام اور معاشرے کے منتظمین کو ان کی جسمانی اور ذہنی صحت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ (https://khl.ink/f/۲۲۹۹۴ ڈاکٹر علیرضا مرانڈی کا تصویری مضمون)

اس سیمینار میں رہبر معظمؒ نے ملک کے مستقبل کے اثاثوں کے طور پر بچوں کی صحت کی اہمیت پر زور دیا اور ایرانی معاشرے میں بچوں کی شرح اموات کو کم کرنے کے لیے کوششوں میں اضافے پر زور دیا تاکہ مستقبل میں معاشرے میں ضروری استعداد کی حامل نسل موجود ہو۔ آیت اللہ خامنہ ای نے پسماندہ معاشروں میں بچوں کی محرومی، غربت اور بھوک کی سب سے بڑی وجہ وہ عظیم عالمی طاقتیں ہیں جن کے پالیسی ساز انسانوں کے بارے میں نہیں سوچتے اور انہیں محض اپنی طاقت بڑھانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں (https://khl.ink/f/۳۲۷۶۲)

وہ نام نہاد عالمی طاقتیں جیسے امریکہ جو دنیا کو حقوق بشر[3] اور بچوں کے حقوق کا سبق دیتی ہیں۔ انسانی حقوق کی پائمالی کا بہانہ بنا کر مختلف ممالک پر حملے کرتی ہیں۔ ان کی حقیقت کے بارے میں شہید یوں فرماتے ہیں:

"ایٹم بم کا واحد معروف استعمال ۱۹۴۵ میں ہوا تھا، جب دوسری جنگ عظیم کے شعلے دم توڑ رہے تھے۔ ۶ اور ۹ اگست ۱۹۴۵ کو امریکی فوج نے ہیروشیما اور ناگاساکی کے شہروں پر دو الگ الگ ایٹم بم گرائے، جن میں خواتین اور بچوں سمیت ۲۰۰،۰۰۰ سے زائد شہری ہلاک اور ہزاروں بے گناہ افراد کو طویل مدتی زخموں اور معذوری کا سامنا کرنا پڑا۔" (https://khl.ink/f/۳۰۴۶۹)

---

[3] HUMAN RIGHTS

"ہم انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر امریکیوں کو عالمی رائے عامہ کی عدالت میں لے کر جائیں گے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں، جو کوئی بھی انسانی حقوق کی بات کرتا ہے، امریکیوں کو انسانی حقوق کی بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ [کیونکہ] امریکی حکومت دنیا میں انسانی حقوق کی سب سے بڑی خلاف ورزی کرنے والی ہے" (https://khl.ink/f/۳۰۴۲۹)

نتیجہ:

۱- اولاد کی تعلیم و تربیت سے پہلے، ان کی جسمانی حفاظت، صحت، سلامتی ایک بنیادی مسئلہ ہے۔

۲- صحت مند جسم میں ہی صحت مند ذہن اور عقل کی نشو نما ہوتی ہے۔

۳- جسمانی حقوق کا بھی روز قیامت سوال کیا جائے گا۔

۴- بچے کی صفائی ستھرائی اس کے جسمانی حقوق میں سے ہے۔ اس سے بچہ پر سکون رہتا ہے۔

۵- کھیل کود اور ورزش بچہ کیلئے ضروری ہے۔ یہ بچے کی تربیت، اس کی عقل اور اخلاق کی تربیت کیلئے ضروری ہے۔

۶- شیطان بچہ کی جان اور سلامتی کا دشمن ہے۔ اس سے بچاو ضروری ہے۔

۷- آج کے دور کے شیاطین میں، امریکا ہے جو بچوں کا دشمن ہے۔

۸- کھیل کود اور تفریح کے بہانے بچوں کو اغوا کرلینا شیاطین کی ایک چال ہے۔

مصادر و مآخذ:

۱. قرآن مجید
۲. نہج البلاغۃ، ضبط نصہ وابتکر فہارسہ العلمیہ: الدکتور صبحی الصالح، دار الہجرۃ، قم ایران، تاریخ کتابۃ مقدمۃ التحقیق: ۱۳۸۷ق، بی تا.
۳. ابن ابی الدنیا؛ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید القرشی (م: ۲۸۱ق)، موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، المکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۶ق/ ۲۰۰۶م، ط.الاولی، ۸ج.
۴. ابن بابویہ، محمد بن علی، معانی الأخبار - قم، ط: اول، ۱۴۰۳ق.
۵. ابن حسن نجفی، سیّد، اُصول تربیت، ادارہ تمدّنِ اسلام، کراچی، پاکستان، ۱۹۹۳ء، ط.دوم۔
۶. ابن فہد حلی، احمد بن محمد، عدۃ الداعی و نجاح الساعی، ط: اول، ۱۴۰۷ق.
۷. ابن طاؤس، لہوف، ترجمہ: علیرضا رجالی تہرانی، ناشر: نبوغ، ایران، قم، ۱۳۹۰ھ۔ش، ط-۱۶۔
۸. الآمدی التمیمی؛ عبدالواحد (م: ۵۱۰ق)، غرر الحکم و درر الکلم، ترجمہ و شرح فارسی بصورت موضوعی: ہاشم رسولی محلاتی، دفتر نشر فرہنگ اسلامی تہران، ایران، ۱۳۸۰ش، ط.چہارم، ۲ج.
۹. ابن اشعث، محمد بن محمد، الجعفریات (الأشعثیات) - مکتبۃ النینوی الحدیثۃ، تہران، ط: اول، بی تا.

۱۰. امینی؛ابراہیم (۱۳۰۴-)، تربیت، بوستان کتاب قم (انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی)، ۱۳۸۱ش، چ اول، ۲۹۶ص.
۱۱. امینی؛ابراہیم (۱۳۰۴-)، اسلام و تعلیم وتربیت، بوستان کتاب قم (انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی)، ۱۳۸۴ش، چ اول، ۵۶۰ص.
۱۲. بناری؛ علی ہمت، نگرشی بر تعامل فقه وتربیت، مرکز انتشارات مؤسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینیؒ، قم، ایران، ۱۳۸۳ش، ط-اول۔
۱۳. بہشتی؛احمد (۱۳۱۴-)، اسلام و حقوق کودک مرکز انتشارات دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم، ۱۳۷۷ش، چ چہارم، ۲۸۸ص.
۱۴. الحرانی؛ابو محمد الحسن بن علی بن الحسین بن شعبة (م: ۳۸۱)، تحف العقول عن آل الرسولؐ، تقدیم و تعلیق: الشیخ حسین الأعلمی، المطبعة الاسلامیة، طھران، ایران، ۱۴۱۷ق/۱۹۹۶م، ط-السادسہ۔
۱۵. عبادی؛شیرین، حقوق کودک، انتشارات کانون، تہران، ۱۳۷۵ش، چ-چہارم، ۲ج.
۱۶. علی بن حسین (حضرت امام سجادؑ)، صحیفۃ کاملۃ سجادیہؑ، ترجمہ: مفتی جعفر حسینؒ، پاکستان۔
۱۷. علی بن موسی، امام ہشتم علیہ السلام، صحیفۃ الإمام الرضا علیہ السلام - ایران، مشہد، ط: اول، ۱۴۰۶ق.
۱۸. قائمی؛ علی، سازندگی وتربیت دختران، انتشارات انجمن اولیاء و مربیان، تہران ۱۳۸۴ش، چ-ہفتم، ۳۷۱ص.
۱۹. قائمی؛ علی، زمینہ تربیت، انتشارات امیری، تہران، ۱۳۷۰ش، چ-ہفتم، ۴۲۱ص.
۲۰. قمی مشهدی، محمد بن محمد رضا، تفسیر کنز الدقائق و بحر الغرائب، محقق: درگاہی، حسین، تعداد جلد: ۱۴، ناشر: ایران. وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی. سازمان چاپ وانتشارات، ایران- تہران، ۱۳۶۸ھ. ش، ط: ۱
۲۱. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی (ط-الإسلامیة) - تہران، ط- چہارم، ۱۴۰۷ق.
۲۲. مصباح یزدی، محمد تقی، با ہمکاری گروہی از نویسندگان، فلسفۂ تعلیم و تربیت اسلامی، جمہوری اسلامی ایران، تہران، انتشارات مدرسہ، ط- دوم، ۱۳۹۱ش.
۲۳. مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الأنوار (ط- بیروت) - بیروت، ط: دوم، ۱۴۰۳ق.
۲۴. مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، مرآۃ العقول فی شرح إخبار آل الرسول- تہران، ط: دوم، ۱۴۰۴ق.
۲۵. مغنیہ، محمد جواد، التفسیر المبین، ۱جلد، دار الکتاب الإسلامی- ایران- قم، ط: ۳، ۱۴۲۵ھ.ق.
۲۶. https://farsi.khamenei.ir/